سے مسلمانوں کو دین سے دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور تمام ماحول دین کے خلاف بنا دیا۔

مسلمانوں کی دوسری سیاسی جماعتیں اور علماء اپنے انداز میں کام کر رہے تھے احرار ان کے کام کو نہ تو غلط کہتے تھے اور نہ اس میں مداخلت کر کے انہیں پریشان کرنا چاہتے تھے، ان حالات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، چودھری افضل حق، مولانا ظفر علیخان، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولانا مظہر علی اظہر رحمہم اللہ نے مل بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ جو محاذ خالی ہے اُن پر ایک عوامی حملہ بولا جائے اور انگریزی اقتدار کی چولیں ڈھیلی کر کے اس کی بساط لپیٹ دی جائے چنانچہ اکابر احرار نے علماء کے تعاون واشتراک، ان کی سرپرستی اور مشورہ سے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی، اُن میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کی شخصیت خاص طور پر قابل ذکر ہے جنہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر مجلس احرار کو پروان چڑھایا، اور اکابر احرار کو فتنۂ مرزائیت اور دیگر باطل قوتوں کے عوامی محاسبہ کا حکم فرمایا۔

احرار نے جدید سیاسی نظام میں عقیدۂ ایمان کے تحفظ کے ساتھ حصہ لیا اور سیاست کو دین کا حصہ قرار دے کر بدزبانوں کو لگام دی۔ مسلمانوں میں دینی اقدار کے تحفظ وبقا کے لئے سیاست کرنے کا جذبہ پیدا کیا، مجلس احرار کے قیام کے فوراً بعد اکابر احرار نے کشمیر میں مسلمانوں پر ڈوگرہ شاہی کے مظالم کے خلاف تحریک کشمیر کا آغاز کر دیا اس تحریک کے اثرات ہندوستان کی پوری سیاست پر ہوئے، ساٹھ ہزار احرار کارکن جیلوں میں قید ہوئے سینکڑوں شہید اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ بالآخر ڈوگرہ شاہی نے گھٹنے ٹیک دیئے اور احرار اس تحریک میں فاتح کی حیثیت سے سرخرو ہوئے اسی سے عوام میں احرار کا اثر گہرا ہوتا چلا گیا، پھر تحریک مسجد منزل گاہ سکھر تحریک کپورتھلہ، تحریک ناموس رسالت (راجپال ایجی ٹیشن) اور سب سے بڑھ کر تحریک ختم نبوت نے احرار کے وقار میں اضافہ کیا۔

مجلس احرار نے مذہب وسیاست کو یکجا کر کے ایسی عوامی قوت حاصل کی جس نے نہ صرف علماء، دینی جماعتوں اور اداروں کا تحفظ کیا بلکہ دین کے تحریکی اور تبلیغی عمل کو تیز کر کے علماء کے لئے کام آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اکابر احرار کو ہر گام اور ہر منزل فتح وکامرانی سے نوازا، سیاسیات میں احرار کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ

"سیاسی اقتدار کو غلبۂ دین اور مسلمانوں کے تمام حقوق کے تحفظ کا ذریعہ بنایا جائے اور اس کا حصول

بقیہ ص ۱۵ پر